ہفت روزہ
WILAYAT TIMES
ولایت ٹائمز
سرینگر

اللہ کی ولایت مومنین اور متقین پر ھے وہ انھیں تاریکی سے روشنی کی طرف نکال لاتا ھے

جلد:2☆ شمارہ نمبر:41☆ تاریخ:19 ستمبر تا25 ستمبر 2016ء بمطابق 17 ذی الحجہ تا22 ذی الحجہ 1437ھ☆ صفحات:8☆ قیمت:5 روپے

فضائل علی علیہ السّلام صحیحین کی روشنی میں

ابھی تک ھم نے اھل بیت علیھم السلام اور بارہ اماموں کے فضائل کے بارے میں بطور عموم صحیحین سے روایات آپ کی خدمت میں نقل کیں ھیں اب ھم فرداً اھل بیت کے فضائل میں صحیحین سے روایات نقل کرتے ھیں، چنانچہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے فضائل سے شروع کر کے حضرت فاطمہ زھرا سلام اللہ علیھا پھر حسنین علیھما السلام کے مشترکہ فضائل ذکر کریں گے، اس کے بعد ان میں سے ھر ایک کے علیحدہ فضائل بیان کریں گے۔

پہلی فضیلت: دشمنانِ علی دشمنانِ خدا ھیں

١۔۔۔۔،،عن ابی ذر قال نزلت الآیة: >ھَذَانِ خَصمَانِ اختَصَمُوا فی رَبِّهِ [1]

فی ستة من قریشِ عَلی وَحمزَة وَ عُبَیدَة بالحارث، و شیبة بن ربیعة وعُتبة بن ربیعة والولید بن عتبة"[2]

ابوذر کھتے ھیں:

یہ آیت »**ھَذانِ خَصمَانِ اختَصَمُوا فی رَبِّه**« دو قریش کے گروہ جو راہ خدا میں آپس میں دشمنی اور عداوت رکھتے تھے یہ آیت تین خالص مومن اور قریش کے تین کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ھے یعنی علی (ع)، حمزہ (ع)، عبیدہ بن حارث، یہ توحید کے پرچم کو بلند کرنے کے لئے لڑے اور عتبہ، شیبہ، ولید، یہ توحید کے پرچم کو سرنگوں کرنے کے لئے لڑے۔

٢۔۔۔۔،، قیس بن عباد عن علی (ع)؛ فینا نزلت ھٰذہ الآیة:> ھَذَانِ خَصمَانِ اختَصَمُوا فی رَبِّهِم<۔[3]

قیس بن عباد حضرت علی علیہ السلام سے نقل کرتے ھیں:

آیہ >**ھَذانِ خَصمَانِ اختَصَمُوا فی رَبِّهِم**< ھماری شان میں نازل ہوئی۔

دوسری فضیلت: حضرت علی (ع) کی محبت ایمان کی پہچان اور آپ کی دشمنی نفاق کی علامت ھے

٣۔۔۔۔،،عن عدی بن ثابت عن زر؛ قال: قال علی (ع): والَّذی فلق الحبة و بری النسمة انه لعهد النبی (ص) الا می الی، اَن لاَیُحِبَّنی اِلّا مُومن وَلاَیبغِضُنی اِلّا مُنَافق"

عدی بن ثابت زر سے نقل کرتے ھیں:

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: قسم اس ذات وحدہ لاشریک کی جس نے دانہ کو شگافتہ اور مخلوق کو پیدا کیا کہ یہ رسول (ص) کا مجھ سے عہد و پیمان ہے کہ مجھے دوست نہیں رکھے گ اسوائے مومن کے اور مجھ سے دشمنی نھیں کرے گ ا سوائے منافق کے۔[4]

تیسری فضیلت: علی (ع) کی نماز رسول (ص) کی نماز ہے

..."عن مُطَرِّف بن عبدالله عن عمران بن حصین؛ قال: صلی مع علی علیه السلام بالبصرة، فقال: ذکرنا ھذا الرجل صلٰوة نصلیھا مع رسول (ص) اللّٰه، فذکر انه کان یکبر کلما رفع ،و کلما وضع"[5]

مطرف بن عبداللہ کھتے ھیں:

ایک مرتبہ عمران بن حُصَین نے بصرہ میں حضرت علی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی تو کہنے لگے: آج تو میں نے وہ نماز پڑھی ہے جو رسول (ص) کے پیچھے پڑھا کرتا تھا، کیونکہ رسول (ص) بھی ایسے ہی رکوع و سجود نشست و برخواست میں تکبیر کہا کرتے تھے۔

چوتھی فضیلت: رسول (ص) کا حضرت علی (ع) کو ابوتراب کا لقب دینا

"... عن ابی حازم؛ ان رجلاً جاء الی سھل بن سعد، فقال: ھٰذا فلان (امیر المدینة) یدعو علیاً عند المنبر، قال: فیقول: ماذا قال؟ یقول له ابو تراب، فضحک، قال: والله ما سماہ الا النبی، وما کان له اسم احب الیه منه۔ [6]

ابوحازم کھتے ھیں:

ایک مرد سھل ابن سعد کے پاس آیا اور کہنے لگا: فلاں شخص (امیر مدینہ) رسول (ص) کے منبر کے پاس حضرت علی (ع) کو برا بھلا کہتا ہے، سھل بن سعد نے اس سے پوچھا: وہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: علی کو ابوتراب کھتا ہے، سھل یہ سن کر مسکرائے اور کہنے لگے: قسم بخدا یہ نام اور لقب انہیں رسول خدا (ص) کے سوا کسی نے نہیں دیا اور حضرت علی علیہ السلام اس لقب کو دیگر تمام لقبوں سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔

جیسا کہ متن حدیث میں آیا ہے کہ لقبِ ابوتراب وہ لقب تھا جس سے امیرالمومنین (ع) خوش ہوتے اور اس پر افتخار کرتے تھے، لیکن دشمنان علی (ع) کو یہ لقب بھی گراں گزرا، لہٰذا چونکہ اس سے انکار نھیں کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے اس میں ایسی تحریف کردی کہ حضرت امیرلمومنین (ع) (ع) کی اس لقب سے فضیلت ظاہر نہیں ہوتی، چنانچہ اس لقب کے عطا کرنے کے بارے میں انہوں نے ایسی روایات جعل کیں جن سے امام المتقین حضرت امیر (ع) کی منقصت ظاہر ہوتی ہے، انشاء اللہ جلد سوم میں ہم اس حدیث کے اور ان دیگر احادیث پر جن سے مولا علی (ع) کی قدح ظاہر ہوتی ھے، کے اسبابِ جعل پر اگر خدا نے توفیق عنایت کی تو بحث کریں گے۔

پانچویں فضیلت: علی علیہ السلام سب سے زیادہ قضاوت سے آشنا تھے

امام بخاری نے ابن عباس سے نقل کیا ھے:

حضرت عمر نے کہا: حضرت علی (ع) ھم میں سب سے زیادہ قضاوت سے آشنا ھیں۔ "وَاَقضَانَاعَلیّ"[7]

عرض مولف

خلیفہ دوم کا اعتراف خود اپنی طرف سے نہ تھا بلکہ رسول (ص) اسلام نے بارہا اس جملہ کو لوگوں کے سامنے فرمایا تھا کہ علی (ع) اصحاب میں سب سے زیادہ علم قضاوت رکھتے ہیں اور کبھی آپ فرماتے تھے کہ علی (ع) اس امت میں سب سے زیادہ علم قضاوت رکھتے ھیں۔[8]

بھر حال قابل توجہ نکتہ یہاں پر یہ ہے کہ مسئلہ قضاوت میں تقوا و پرہیز گاری کے علاوہ وسیع معلومات اور کافی آگاہی کا ہونا ضروری ہے اور جب تک ان علوم سے آشنا نہیں ہو سکتا قضاوت کرنا ناممکن امر ہے، لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کا بقول مرسل اعظم علم قضاوت میں سب سے زیادہ آشنا ہونا اس بات کی دلیل ہے آپ (ع) سب سے زیادہ علم و آگاہی رکھتے تھے، گویا "**اَقضَاھُم**" کا جملہ "**اَعلَمُهُم**" او ر "**اَتقَاھُم**" وغیرہ... کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

چھٹی فضیلت: علی (ع) خدا و رسول (ص) کو دوست رکھتے تھے اور خدا و رسول (ص) آپ کو

"... عن سھل بن سعد؛ قال: قال النبی (ص): یوم خیبر" لَاُعطِیَنَّ الرَّایَةَ غَداً رَجُلاً یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَ یُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ" فبات الناس لیلتهم ایهم یُعطٰی؟ فغدَوا کلهم یرجوہ فقال (ص): این علی (ع)؟ فقیل: یشتکی عینیه، فبصق فی عینیه، ودعی له، فبرء کان لم یکن به وجع، فاعطاہ، فقال (ع): اُقاتلهم حتی یکونوا مثلنا؟ فقال: انفذ علی رِسلِکَ حتیٰ تَنزِلَ بِساحَتِهم، ثم ادعهم علی الاسلام، واخبرھم بما یجب علیهم، فوالل لان یھدی الله بک رجلا، خیر لک من ان یکون لک حمر النعم۔[9]

سھل بن سعد نے رسول اسلام (ص) سے نقل کیا ھے:

"رسول خد (ص) نے جنگ خیبر کے دن یہ ارشاد فرمایا:

"لَاُعطِیَنَّ الرَّایَةَ غَداً رَجُلاً یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَ یُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ"

کل میں ایسے مرد کو علم دوں گا جو اللہ و رسول (ص) کو دوست رکھتا ہو اور اللہ و رسول (ص) اسے دوست رکھتے ہوں۔ سھل کہتے ہیں: اس شب تمام لشکر اسلام کو چین کی نیند نہ آئی، کیونکہ ھر شخص اسی انتظار میں تھا کہ کل مجھے علم اسلام مل جائے لیکن رسول (ص) نے ارشاد فرمایا: علی (علیہ السلام) کھاں ہیں؟

لوگوں نے کہا: ان کی آنکھوں میں درد ہے (آپ نے مولا علی (ع) کو طلب فرما کر) آپ کی آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور دعا فرمائی: (اے اللہ علی (ع) کو شفایاب فرما دے) رسول (ص) کی دعا کے نتیجہ میں آپ (ع) کی آنکھیں ایسی ٹھیک ہوگئیں جیسے کہ آپ کی آنکھوں میں درد ہی نہ تھا چنانچہ رسول (ص) نے علم اسلام کو آپ کے ہاتھوں میں دے دیا، آپ (ع) نے فرمایا: یارسول اللہ! (ص) کب تک جنگ کروں؟ کیا اس وقت تک جنگ کروں جب تک کہ وہ ایمان و عمل میں ہماری جیسے نہ ہو جائیں؟

رسول (ص) نے فرمایا: اے علی (ع)! اس لشکر کفار کی طرف حرکت کرو، اور انہیں دعوت اسلام دو، انہیں قوانین اسلام سے آگاہ کرو، کیونکہ قسم بخدا اگر خدا نے تمہارے ذریعہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت فرمادی تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہوگا۔

مسلم نے اس حدیث کو کچھ اضافہ کے ساتھ بھی نقل کیا ھے:

۔۔۔۔،،عن ابی ھریرة؛ ان رسول الله قال یوم خیبر:" لَاُعطِیَنَّ ھٰذہ الرَّایَةَ رَجُلاً یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَه یَفتح اللّٰهُ عَلیٰ یَدَیه" قال عمر بن الخطاب: ما احببت الامارة الایومئذٍ، فتساورت لها رجاء ان ادعی لها، فدعی رسول الله علی بن ابی طالب: فاعطاہ ایاھا، وقال امش ولاتلتفت حتی یفتح الله علیک، قال: فسار شیئاًثم وقف ولم یلتفت، فصرخ یارسول الله! علی ماذا اقاتل الناس؟ قال: وقاتلهم حتی یشهدواان لا اٰله الا الله و ان محمداًرسول الله، فاذافعلوا ذالک، فقدمنعوا منک دمائهم و اموالهم، الا بحقها وحسابهم علی الله "[10]

ابوھریرہ نقل کرتے ھیں:

رسول (ص) نے بروز جنگ خیبر یہ ارشاد فرمایا: آج میں اسلام کا علم ایسے مرد کو دوں گا جو اللہ اور رسول (ص) کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اس کے دونوں ہاتھوں پہ فتحیابی بخشے گا، حضرت عمر کھتے ہیں: جب رسول (ص) نے یہ اعلان کیا تو مجھے بھی علم لینے کا دوبارہ اشتیاق ہوا، چنانچہ آپ کہا کرتے تھے: روز خیبر سے پھلے مجھے کبھی علم اسلام اٹھانے کا شوق نھیں ہوا! لہٰذا جب میں نے یہ اعلان سنا تو میں بھی (رسول (ص) کے پاس دوڑ کر گیا اور) علم کے ارد گرد گھومنے لگا! اس امید میں کہ (رسول (ص) مجھے دیکھ لیں اور) علم مل جائے لیکن (افسوس) یہ افتخار علی (ع) کو حاصل ہوا اور رسول (ص) نے علی (ص) کو بلایا اور علم آپ کے ہاتھوں میں دینے کے بعد فرمایا: اے علی (ع)! دشمن کی طرف حرت کرو تا کہ خدا تمھارے ہاتھوں کے ذریعہ اس قلعہ کو فتح کرے۔

حضرت عمر کھتے ہیں: علی (ع) تھوڑی دور آگے بڑھے اور رک گئے، بغیر اس کے کہ اپنا چہرہ پیغمبر (ص) کی طرف گھماتے، دریافت فرمایا: اے رسول (ص)! ان لوگوں سے کب تک جنگ کروں؟ آپ (ص) نے فرمایا: اے علی (ع)! جنگ کرو جب تلک کہ یہ لوگ خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار نہ کرلیں اور جب ان دو باتوں کو یہ لوگ قبول کرلیں تو ان کا خون و مال محفوظ ہو جائے گا اور ان کا حساب پھر خدا کے اوپر ہے۔

جاری صفحہ 3پر

ساتویں فضیلت: حضرت علی (ع) کی رسول (ص) کے نزدیک وہی منزلت تھی جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے نزدیک تھی

,, ... عن مصعب بن سعد عن ابیه؛ ان رسول الله (ص) خرج الی تبوک واستخلف علیاً، فقال: ا تخلفنی فی الصبیان والنساء؟ قال رسول الله: ''اَلاَ تَرضی اَن تَکُونَ مِنّیِ بِمَنزِلَةِ هَارُونَ مِن مُوسیٰ، اِلاَّ اَنَهَّ لَیسَ نَبِیَّ بَعدِی'' [11]

مصعب بن سعد نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے:

جب رسول اسلام (ص) جنگ تبوک کیلئے خارج ہوئے اور آپ نے علی (ع) کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا، تو حضرت علی علیہ السلام نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ ےجا رہے ہیں؟ رسول (ص) نے جواب میں ارشاد فرمایا: اے علی (ع) !تمھاری میرے نزدیک وہی منزلت ہے جو ہارون (ع) کی موسی (ع) کے نزدیک تھی بس فرق اتنا ہے کہ وہ موسیٰ (ع) کے بعد نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

مذکورہ حدیث شیعہ وسنی دونوں کے درمیان متفق علیہ ہے، یہاں تک کہ آپ کے پکے دشمن معاویہ نے بھی اس حدیث سے انکار کرنے کی جرات نھیں کی ہے۔ اس حدیث میں رسول (ص) خدا نے علی (ع) کو تمام چیزوں میں ہارون سے تشبیہ دی ہے اور صرف نبوت کو خارج کیا ہے یعنی ہارون اور علی (ع) کے درمیان صرف نبوت کا فرق ہے بقیہ تمام اوصاف، کمالات، منصب اور مقام میں باہم شریک ہیں، کیونکہ اگر فرق ہوتا تو رسول (ص) نے جس طرح نبوت کو جدا کر دیا، اسی طرح دوسری جہت کو بھی جدا کر دیتے، لہٰذا رسول (ص) کا دیگر مناصب وکمالات سے استثناء نہ کرنا بیّن دلیل ہے کہ آپ میں ہارون (ع) کے تمام اوصاف پائی جانے چاہیے تب تشبیہ صحیح قرار پائے گی اور جاننا چاہیے کہ جناب ہارون مندجہ ذیل منصب اور کمال پر فائز تھے لہٰذا مولا علی (ع) میں یہ اوصاف پائی جانے چاہیے تاکہ تشبیہ صحیح قرار پائے:

ا۔ مقام وزارت: جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ نبوت کے علاوہ تمام اوصاف علی (ع) میں پائی جانے چاہیے تب مذکورہ تشبیہ صحیح ہوگی، لہٰذا جس طرح حضرت موسی (ع) کے بھائی ھارون (ع) آپ کے وزیر تھی جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا:

:>**وَاجعَل لِی وَزِیراً مِن اَھلِی ھَارُونَ اَخِی** [12]

اسی طرح حضرت علی علیہ السلام بھی رسول اسلام (ص) کے وزیر ہیں، یہی وجہ ہے کہ رسول (ص) نے متعدد جگھوں پر علی (ع) کے لئے اپنی وزارت کا اظہار کیا ہے۔

۲۔ مقام اخوت وبرادری: جس طرح ہارون موسی (ع) کے بھائی تھے >**ھَارُونَ اَخِی** <اسی طرح علی (ع) بھی رسول (ص) کے (رشتہ اور روحانی اعتبار سے) بھائی ہیں۔

۳۔ مقام خلافت: جس طرح موسی (ع) نے ہارون کو کوہ طور پر جانے کے وقت اپنا خلیفہ بنایا:... >**وَقَالَ مُوسیٰ لاَخِیہِ ھَارُونَ اخلُفنِی فِی قَومِی...**[13]

جناب ہارون (ع) بنی اسرائیل کے درمیان حضرت موسی (ع) کے خلیفہ اور جانشین قرار پائے اور حضرت موسیٰ (ع) نے ہارون کی اطاعت کو بنی اسرائیل پر واجب قرار دیا اور ہارون (ع) کو وصیت کی کہ رسالت کی تبلیغ کریں اور میرے دین کو وسعت دیں، اسی طرح حضرت علی علیہ السلام رسول اسلام (ص) کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔

۴۔ مقام وصایت: جب تک موسی (ع) زندہ تھے ہارون موسیٰ کے خلیفہ اور جانشین تھے، لہٰذا اگر حضرت موسیٰ (ع) وفات پا جاتے تو یقیناً حضرت ہارون (ع) ہی ان کے وصی قرار پاتے، لیکن ھارون (ع) کا انتقال جناب موسیٰ کی حیات میں ہو گیا تھا، بہرحال جس طرح حضرت موسی (ع) کے ہارون (ع) وصی ہوتے اسی طرح حضرت علی (ع) بھی مذکورہ حدیث کے مطابق پیغمبر (ص) کے وصی ہیں۔

۵۔ مقام معاونت: جس طرح جناب ہارون حضرت موسی علیہ السلام کے قوت بازو اور امر رسالت میں معاون تھے، جیسا کہ قرآن میں جناب موسی (ع) کی ہارون (ع) کے بارے میں دعا اور اس کے قبول ہونے کے الفاظ آئے ہیں:

>**اُشدُد بِه اَزرِی.وَاَشرِکهُ فِی اَمرِی .... قَالَ قَد اُوتِیتَ سُولَکَ یٰا مُوسٰی**<[14]

اسی طرح حضرت علی علیہ السلام بھی اس صریح حدیث کے مطابق رسول (ص) کے قوت بازو اور معاونِ رسالت تھے، البتہ خلافت اور جانشینی کے اعتبار سے نہ نبوت کے لحاظ سے۔

بھرحال مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ رسول (ص) اسلام کی نظر میں آپ کی زندگی اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے نزدیک سب سے بہترین اور خیر امت حضرت علی (ع) تھے اور جس طرح بنی اسرائیل پر ہارون کی اطاعت واجب ولازم تھی، اسی طرح امت محمدی پر رسول (ص) کی زندگی میں احترام علی (ع) واجب تھا اور رسول (ص) کی وفات کے بعد آپ کی اطاعت واجب ولازم تھی کیونکہ رسول (ص) کی وفات کے بعد حضرت امیر (ع)، افضل الناس، ناصر رسول (ص) اور آنحضرت (ص) کے حقیقی جانشین تھے۔

ایک قابل توجہ نکتہ

اس جگہ ایک غلط فہمی کا ازالہ کر دینا لازم سمجھتا ہوں وہ یہ کہ بعض اہل سنت یہ سمجھتے ہیں کہ رسول (ص) نے حدیثِ منزلت صرف جنگ تبوک کی طرف روانہ ہوتے وقت ارشاد فرمائی تھی (اس کے بعد کہیں نہیں فرمایا) لہٰذا حضرت علی (ص) کی خلافت ایک زمانہ کے لئے مخصوص اور محصور ہے، برادرم ایسا نہیں ہے بلکہ ہل سنت کی متعدد معتبر کتابوں کے مطابق رسول (ص) نے تقریباً چھ موارد پر یہ حدیث اختلاف زمان ومکان کے ساتھ ارشاد فرمائی ھے، لہٰذا حدیثِ منزلت کو ایک خاص زمانہ میں منحصر نھیں کیا جا سکتا۔[15]

آٹھویں فضیلت: علی (ع) رسول (ص) سے اور رسول (ص) علی (ع) سے ہیں۔

> **رسول(ص) نے ارشاد فرمایا:**
> **اے علی (ع) !تمھاری میرے نزدیک وهی منزلت هے جوهارون(ع) کی موسی (ع) کے نزدیك تھی بس فرق اتنا هے که وه موسیٰ (ع) کے بعد نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نهیں هے۔**

''**اَنتَ مِنّیِ وَاَنَا مِنکَ**'' حضرت رسالت مآب (ص) نے فرمایا: اے علی! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

صحیح بخاری، جلد ۵، کتاب فضایل الصحابۃ، باب ''مناقب علی''۔ جلد۴، کتاب المغازی، باب (۱۴) ''عمرۃ القضاء (صلح حدیبیہ)'' حدیث۴۰۰۵۔ کتاب الصلح، باب (٦) ''کیف یکتب: ھذا ما صالح فلان بن فلان'' ۲۵۵۲۔ مترجم.

نویں فضیلت: رسول (ص) وقتِ وفات علی (ع) سے راضی رخصت ہوئے

حضرت عمر کا بیان ہے: جب رسول (ص) نے وفات پائی تو آپ حضرت علی علیہ السلام سے راضی تھے۔ صحیح بخاری جلد ۵، کتاب فضائل الصحابۃ، باب ''مناقب علی (ص) (قبل از حدیث نمبر ۳۴۹۸)'' باب ''قصہ البیعۃ والاتفاق علی عثمان'' حدیث ۳۴۹۷۔ مترجم:

محترم قارئین! جیسا کہ آپ نے مولا علی (ع) کے فضائل صحیحین کی روشنی میں ملاحظہ فرمائے اور پھر قول حضرت عمر بھی ملاحظہ فرمایا کہ رسول (ص) کی وفات جب ہوئی تو آپ (ص) علی (ع) سے راضی تھے، لیکن خود قائل کی پوزیشن کیا تھی؟ معلوم نھیں، کیونکہ صحیح بخاری کے بموجب آنحضرت (ص) نے بوقت وفات جب قلم و دوات مانگی تو حضرت عمر نے منع کر دیا تھا جس کی وجہ سے رسول (ص) ناراض ہو گئے اور آپ نے حضرت عمر کو اپنے گھر سے جانے کو کہا، چنانچہ محترم مولف صاحب نے بحث ''واقعہ قرطاس'' ص ۲۲٦ پر اس بات کو تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

حوالہ جات

[1] سورہ حج آیت ۹، پ ۱۷۔

[2] صحیح بخاری: جلد ۵، کتاب المغازی، باب (۸) '' قتل ابی جھل'' حدیث ۳۷۴۷، ۳۷۵۱، ۳۷۵۰، ۳۷۴۸، ۳۷۴۹۔ جلد ٦، کتاب التفسیر، تفسیر سورہ الحج، باب (۳) آیہ >ہٰذَ انِ خَصمَانِ اختَصَمُوا فِی رَبِّہِم< حدیث ۴۷٦۴۔

[3] صحیح بخاری: جلد ۵، کتاب المغازی، باب (۸) '' قتل ابی جھل'' حدیث ۳۷۴۷، ۳۷۵۱، ۳۷۵۰، ۳۷۴۸، ۳۷۴۹۔ جلد ٦، کتاب التفسیر، تفسیر سورہ الحج، باب (۳) آیہ >ہٰذَ انِ خَصمَانِ اختَصَمُوا فِی رَبِّہِم< حدیث ۴۷٦۴۔

[4] صحیح مسلم جلد ۳، کتاب الایمان، باب (۳۳) ''ان حب الانصار و علی (ع) من الایمان'' حدیث ۷۸۔

[5] صحیح بخاری جلد ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب ''اتمام تکبیر فی الرکوع'' حدیث ۷۵۱، باب '' اتمام التکبیر فی السجوذ'' حدیث ۳۵۳۔ مترجم: (صحیح بخاری جلد ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب ''یکبر وھو ینھض من السجدتین'' حدیث ۷۹۲۔) صحیح مسلم جلد ۲، کتاب الصلوٰۃ، باب (۱۰) ''اثبات التکبیر فی کل خفض ورفع'' حدیث ۳۹۳۔

[6] صحیح بخاری جلد ۴، کتاب فضایل الصحابۃ، باب ''مناقب علی ابن ابی طالب (ع)'' حدیث ۳۵۰۰۔ جلد ۱، کتاب الصلاۃ ابواب المسجد، باب ''نوم الرجل فی المسجد'' حدیث ۴۳۰، جلد ۴، کتاب الادب، باب '' التکنی بابی تراب'' حدیث ۱۵۸۵۔ جلد ۸، کتاب الاستئذان، باب '' القائلہ فی المسجد'' حدیث ۴۲۹۵۔ صحیح مسلم جلد ۷، کتاب فضائل الصحابۃ، باب '' فضائل علی ابن ابی طالب علیہ السلام'' حدیث ۴۲۰۹۔

[7] صحیح بخاری، جلد ٦، کتاب التفسیر سورہ بقرہ، باب ''تفسیر ما ننسخ من آیۃ'' (۱۰٦) حدیث ۱۱۲۴۔

[8] سنن ابن ماجہ جلد ۱۔ (اس کتاب میں حقیر نے اس جملہ کو نھیں دیکھا ھے۔ مترجم۔) استیعاب جلد ۱، حرف العین باب علی صفحہ ۸۔ (اس کتاب میں اقضانا اور اقضاھم آیا ھے۔)

[9] صحیح بخاری: جلد ۴، کتاب الجھاد والسیر، باب ۱۲۱ ''ما قیل فی لواء النبی (ص)'' حدیث ۲۱۸۲، باب ۱۴۳ '' فضل من اسلم علی یدیہ رجل'' حدیث ۷۴۸۲، کتاب فضایل الصحابہ، باب (۹) '' مناقب علی ابن ابی طالب'' حدیث ۳۴۹۸، ۳۴۹۹۔ صحیح مسلم: جلد ۷، کتاب فضائل الصحابۃ، باب ''فضائل علی ابن ابی طالب'' حدیث ۴۲۵۰، کتاب الجھاد والسیر، باب (۵۴) ''عزوہ ذی قرد وغیرھا'' حدیث ۷۰۸۱۔

مترجم: (صحیح بخاری: جلد ۴، کتاب الجھاد والسیر، باب '' دعاء النبی (ص) الی الاسلام النبوۃ'' حدیث ۲۷۸۳۔ کتاب فضائل الصحابۃ باب ''عزوہ خیبر'' حدیث ۳۹۷۲، ۳۹۷۳۔

مسلم نے ایک حدیث میں اس شعر کو بھی نقل کیا ھے جسے حضرت علی (ع) نے مرحب کے مقابل پڑھا تھا:

انا الذی سمتنی امی حیدرہ کلیث غابات کریہ المنظرہ)

[10] صحیح مسلم جلد ۷، کتاب فضائل الصحابۃ، باب (۴) '' فضائل علی ابن ابی طالب'' حدیث ۵۰۴۲۔

[11] صحیح بخاری: جلد ۵، کتاب فضایل الصحابۃ، باب (۹) ''مناقب علی ابن ابی طالب علیہ السلام'' حدیث ۳۵۰۳۔

جلد ۵، کتاب المغازی، باب (۷۴) ''عزوہ تبوک'' حدیث ۴۱۵۴۔

صحیح مسلم جلد ۲، کتاب فضائل الصحابۃ، باب ''فضائل علی (ع)'' حدیث ۴۲۰۴ (یہ حدیث دیگر سند کے ساتھ بھی اس کتاب میں مذکور ھے)۔

[12] سورہ طہ، آیت ۳۰، پ ۱٦۔

[13] سورہ اعراف، آیت ۱۴۲، پ ۹۔

[14] سورہ طٰہٰ، آیت نمبر ۳۱، ۳۲، ۳٦، پ ۱٦۔

[15] تفصیل دیکھئے: کتاب ''المراجعات'' مصنفہ علامہ سید شرف الدین، و ''کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب ص ۲۸۱، باب (۷۰) ''فی تخصیص علی بقولہ (ص) انت بمنزلۃ ھارون من موسی...'' مطبوعہ: ۱۳۹۰'' (اس کتاب کے ساتھ گنجی شافعی کی دوسری کتاب ''البیان فی اخبار صاحب الزمان'' بھی شائع ہوئی ہے۔

واقعہ غدیر

از نظر اہلسنت

يَاأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْکَ مِنْ رَبِّکَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللهُ يَعْصِمُکَ مِنْ النَّاسِ إِنَّ اللهَ لاَيَهْدِي الْقَوْمَ الْکَافِرِينَ (1)

’’اے پیغمبر! آپ اس حکم کو پہنچادیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اور اگر یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا‘‘۔

اہل سنت کی متعدد کتابوں نیز تفسیر وحدیث اور تاریخ کی (تمام شیعہ مشہور کتابوں میں) بیان ہوا ہے کہ مذکورہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ان احادیث کو بہت سے اصحاب نے نقل کیا ہے، منجملہ: ’’ابوسعید خدری‘‘، ’’زید بن ارقم‘‘، ’’جابر بن عبد اللہ انصاری‘‘، ’’ابن عباس‘‘، ’’براء بن عازب‘‘، ’’حذیفہ‘‘، ’’ابوہریرہ‘‘، ’’ابن مسعود‘‘ اور ’’عامر بن لیلی‘‘، اور ان تمام روایات میں بیان ہوا کہ یہ آیت واقعہ غدیر سے متعلق ہے اور حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ ان میں سے بعض روایات متعدد طریقوں سے نقل ہوئی ہیں، منجملہ:

حدیث ابوسعید خدری 11 طریقوں سے۔

حدیث ابن عباس بھی 11 طریقوں سے۔

اور حدیث براء بن عازب 3 طریقوں سے نقل ہوئی ہے۔

جن افراد نے ان احادیث کو (مختصر یا تفصیلی طور پر) اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

حافظ ابونعیم اصفہانی نے اپنی کتاب ’’ما نزّل من القرآن فی علیؑ‘‘ میں (الخصائص سے نقل کیا ہے، صفحہ ۲۹)

ابوالحسن واحدی نیشاپوری ’’اسباب النزول‘‘ صفحہ ۱۵۰۔

ابن عساکر شافعی (الدرالمنثور سے نقل کیا ھے، جلد دوم، صفحہ ۲۹۸)

فخر الدین رازی نے اپنی ’’تفسیر کبیر‘‘، جلد ۳، صفحہ ۶۳۶۔

ابواسحاق حموینی نے ’’فرائد السمطین‘‘ (خطی)

ابن صباغ مالکی نے ’’فصول المھمہ‘‘ صفحہ ۲۷۔

جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر الدرالمنثور، جلد ۲، صفحہ ۲۹۸۔

قاضی شوکانی نے ’’فتح القدیر‘‘، جلد سوم صفحہ ۵۷۔

شہاب الدین آلوسی شافعی نے ’’روح المعانی‘‘، جلد ۶، صفحہ ۱۷۲۔

شیخ سلیمان قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ’’ینابیع المودۃ‘‘ صفحہ ۱۲۰۔

بدرالدین حنفی نے ’’عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری‘‘، جلد ۸، صفحہ ۵۸۴۔

شیخ محمد عبدہ مصری ’’تفسیر المنار‘‘، جلد ۶، صفحہ ۴۶۳۔

حافظ بن مردویہ (متوفی ۴۱۸ھ) (الدرالمنثور سیوطی سے نقل کیا ھے) اور ان کے علاوہ بہت سے دیگر علمانے اس حدیث کو بیان کیا ھے۔

البتہ اس بات کو نہیں بھولنا چاہئے کہ بہت سے مذکورہ علمانے حالانکہ شان نزول کی روایت کو نقل کیا ہے لیکن بعض وجوہات کی بنا پر (جیسا کہ بعد میں اشارہ ہوگا) سرسری طور سے گزر گئے ہیں یا ان پر تنقید کی ہے، ہم ان کے بارے میں آئندہ بحث میں مکمل طور پر تحقیق وتنقید کریں گے۔ (انشاءاللہ)

واقعہ غدیر

مذکورہ بحث سے یہ بات اجمالاً معلوم ہوجاتی ہے کہ یہ آیۂ شریفہ بے شمار شواہد کی بنا پر امام علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے، اور اس سلسلہ میں (شیعہ کتابوں کے علاوہ) خود اہل سنت کی مشہور کتابوں میں وارد ہونے والی روایات اتنی زیادہ ہیں کہ کوئی بھی اس کا انکار نہیں کرسکتا۔

ان مذکورہ روایات کے علاوہ بھی متعدد روایات ہیں جن میں وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ یہ آیت غدیر خم میں اس وقت نازل ہوئی کہ جب پیغمبر اکرم ﷺ نے خطبہ دیا اور خداوند متعال کے حکم سے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا وصی و خلیفہ بنایا، ان کی تعداد گزشتہ روایات کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے، یہاں تک محقق بزرگوار علامہ امینی (رہ) نے کتابِ ’’الغدیر‘‘ میں 110 اصحاب پیغمبر سے زندہ اسناد اور مدارک کے ساتھ نقل کیا ہے، اسی طرح 84 تابعین اور مشہور و معروف 360 علماودانشوروں سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

اگر کوئی خالی الذہن انسان ان اسناد و مدارک پر ایک نظر ڈالے تو اس کو یقین ہوجائے گا کہ حدیث غدیر یقیناً متواتر احادیث میں سے ہے بلکہ متواتر احادیث کا بہترین مصداق ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان احادیث کے تواتر میں شک کرے تو پھر اس کی نظر میں کوئی بھی حدیث متواتر نہیں ہوسکتی۔

ہم یہاں اس حدیث کے بارے میں بحث مفصل طور پر بحث نہیں کرسکتے، حدیث کی سند اور آیت کی شان نزول کے سلسلہ میں اسی مقدار پر اکتفاء کرتے ہیں، اور اب حدیث کے معنی کی بحث کرتے ہیں، جو حضرات حدیث غدیر کی سند کے سلسلہ میں مزید مطالعہ کرنا چاہتے ہیں وہ درج ذیل کتابوں میں رجوع کرسکتے ہیں:

۱۔ عظیم الشان کتاب الغدیر جلد اول تالیف، علامہ امینی علیہ الرحمہ۔

۲۔ احقاق الحق، تالیف، علامہ بزرگوار قاضی نوراللہ شوستری، مفصل شرح کے ساتھ آیت اللہ نجفی، دوسری جلد، تیسری جلد، چودھویں جلد، اور بیسوی جلد۔

۳۔ المراجعات، تالیف، مرحوم سید شرف الدین عاملی۔

۴۔ عبقات الانوار، تالیف عالم بزرگوار میر سید حامد حسین ھندی (لکھنوی)۔

۵۔ دلائل الصدق، جلد دوم، تالیف، عالم بزرگوار مرحوم مظفر۔

حدیث غدیر کا مضمون

ہم یہاں تمام روایات کے پیش نظر واقعہ غدیر کا خلاصہ بیان کرتے ہیں، (البتہ یہ عرض کردیا جائے کہ بعض روایات میں یہ واقعہ تفصیلی اور بعض میں مختصر طور پر بیان ہوا ہے، بعض میں واقعہ کے ایک پہلو اور بعض میں کسی دوسرے پہلو کی طرف اشارہ ہوا ہے، چنانچہ ان تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے:)

پیغمبر اکرم (ص) کی زندگی کا آخری سال تھا ’’حجۃ الوداع‘‘ کے مراسم جس قدر باوقار اور باعظمت ہوسکتے تھے وہ پیغمبر اکرم (ص) کی ہمراہی میں اختتام پذیر ہوئے، سب کے دل روحانیت سے سرشار تھے ابھی ان کی روح اس عظیم عبادت کی معنوی لذت کا ذائقہ محسوس کررہی تھی۔ اصحاب پیغمبر کی کثیر تعداد آنحضرت (ص) کے ساتھ اعمال حج انجام دینے کی عظیم سعادت پر بہت زیادہ خوش نظر آرہے تھے۔[2]

نہ صرف مدینہ کے لوگ اس سفر میں پیغمبرؐ کے ساتھ تھے بلکہ جزیرہ نمائے عرب کے دیگر مختلف حصوں کے مسلمان بھی یہ عظیم تاریخی اعزاز وافتخار حاصل کرنے کے لئے آپ کے ہمراہ تھے۔

سرزمین حجاز کا سورج در ودیوار اور پہاڑوں پر آگ برسا رہا تھا لیکن اس سفر کی بے نظیر روحانی حلاوت نے تمام تکلیفوں کو آسان بنا رہا تھا۔ زوال کا وقت نزدیک تھا، آہستہ آہستہ ’’جحفہ‘‘ کی سرزمین اور اس کے بعد خشک اور جلانے والے ’’غدیر خم‘‘ کا بیابان نظر آنے لگا۔

دراصل یہاں ایک چوراہا ہے جو حجاز کے لوگوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے، شمالی راستہ مدینہ کی طرف دوسرا مشرقی راستہ عراق کی طرف، تیسرا مغربی مما لک او رمصر کی طرف اور چوتھا جنوبی راستہ سرزمین یمن کو جاتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں آخری اور اس عظیم سفر کا اہم ترین مقصد انجام دیا جانا تھا اور پیغمبرؐ مسلمانوں کے سامنے اپنی آخری اور اہم ذمہ داری کی بنا پر آخری حکم پہچانا چاہتے تھے۔

جمعرات کا دن تھا اور ہجرت کا دسواں سال، آٹھ دن عید قربان کو گزرے تھے کہ اچانک پیغمبر کی طرف سے سب کو ٹھہرنے کا حکم دیا گیا، مسلمانوں نے بلند آواز سے قافلہ سے آگے چلے جانے والے لوگوں کو واپس بلایا اور اتنی دیر تک رکے رہے کہ پیچھے آنے والے لوگ بھی پہنچ گئے۔ آفتاب خط نصف النہار سے گزر گیا تو پیغمبرؐ کے موذن نے

> **در اصل غدیر خم ایک چوراھا ھے جو حجاز کے لوگوں کوایک دوسرے سے جدا کرتا ھے ، شمالی راستہ مدینہ کی طرف دوسرا مشرقی راستہ عراق کی طرف،تیسرا مغربی ممالک اورمصر کی طرف اور چوتھا جنوبی راستہ سرزمین یمن کو جاتا ھے یھی وہ مقام ھے جھاں آخری او راس عظیم سفر کااھم ترین مقصدانجام دیاجا نا تھا اور پیغمبرؐ مسلمانوں کے سامنے اپنی آخری اور اھم ذمہ داری کی بنا پر آخری حکم پھچا نا چا ھتے تھے.**

جاری صفحہ 5 پر

''اللہ اکبر'' کی صدا کے ساتھ لوگوں کو نماز ظہر پڑھنے کی دعوت دی، مسلمان جلدی جلدی نماز پڑھنے کے لئے تیار ہو گئے، لیکن فضا اتنی گرم تھی کہ بعض لوگ اپنی عبا کا کچھ حصہ پاؤں کے نیچے اور باقی حصہ سر پر رکھنے کے لئے مجبور تھے ورنہ بیابان کی گرم ریت اور سورج کی شعاعیں ان کے سر اور پاؤں کو تکلیف دے رہی تھیں۔

اس صحرا میں کوئی سایہ نظر نہیں آتا تھا اور نہ ہی کوئی سبزہ یا گھاس صرف چند خشک جنگلی درخت تھے جو گرمی کا سختی کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے کچھ لوگ انہی چند درختوں کا سہارا لئے ہوئے تھے، انہوں نے ان برہنہ درختوں پر ایک کپڑا ڈال رکھا تھا اور پیغمبر کے لئے ایک سائبان بنا رکھا تھا لیکن سورج کی جلا دینے والی گرم ہوا اس سائبان کے نیچے سے گزر رہی تھی، بہر حال ظہر کی نماز ادا کی گئی۔

مسلمان نماز کے بعد فوراً اپنے چھوٹے چھوٹے خیموں میں جا کر پناہ لینے کی فکر میں تھے لیکن رسول اللہؐ نے انہیں آگاہ کیا کہ وہ سب کے سب خداوند تعالیٰ کا ایک پیغام سننے کے لئے تیار ہو جائیں جسے ایک مفصل خطبہ کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور تھے وہ اس عظیم اجتماع میں پیغمبرؐ کا ملکوتی اور نورانی چہرہ دیکھ نہیں پا رہے تھے لہٰذا اونٹوں کے پالانوں کا منبر بنایا گیا، پیغمبرؐ اس پر تشریف لے گئے، پہلے پروردگار عالم کی حمد و ثنا بجا لائے اور خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے یوں خطاب فرمایا: میں عنقریب خداوند متعال کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے تمہارے درمیان سے جانے والا ہوں، میں بھی جوابدہ ہوں اور تم لوگ بھی جوابدہ ہو، تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سب لوگوں نے بلند آواز میں کہا:

"نشهد أنک قد بلغتَ وَ نصحتَ وَ جاهدتَ فجزاکَ اللهُ خیراً"

''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے فریضہ رسالت انجام دیا اور خیر خواہی کی ذمہ داری کو انجام دیا اور ہماری ہدایت کی راہ میں سعی و کوشش کی، خدا آپکو جزائے خیر دے''۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: کیا تم لوگ خدا کی وحدانیت، میری رسالت اور روز قیامت کی حقانیت اور اس دن مردوں کے قبروں سے مبعوث ہونے کی گواہی نہیں دیتے؟

سب نے کہا: کیوں نہیں ہم سب گواہی دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: خدایا! گواہ رہنا۔

آپ نے مزید فرمایا: اے لوگو! کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟

انہوں نے کہا: جی ہاں۔

اس کے بعد سارے بیابان پر سکوت کا عالم طاری ہو گیا، سوائے ہوا کی سنسناہٹ کے کوئی چیز سنائی نہیں دیتی تھی، پیغمبرؐ نے فرمایا: دیکھو! میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں بطور یادگار چھوڑے جا رہا ہوں تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟

حاضرین میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ دو گرانقدر چیزیں کونسی ہیں؟

تو پیغمبر اکرم نے فرمایا: پہلی چیز تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو ثقل اکبر ہے، اس کا ایک سرا پروردگار عالم کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے، اس سے ہاتھ نہ ہٹانا ورنہ تم گمراہ ہو جاؤ گے، دوسری گرانقدر یادگار میرے اہل بیت علیہم السلام ہیں اور مجھے خدائے لطیف و خبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ بہشت میں مجھ سے آملیں گے۔

ان دونوں سے آگے بڑھنے (اور ان سے تجاوز کرنے) کی کوشش نہ کرنا اور نہ ہی ان سے پیچھے رہنا کہ اس صورت میں بھی تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

اچانک لوگوں نے دیکھا کہ رسول اللہؐ اپنے اردگرد نگاہیں دوڑا رہے ہیں گویا کسی کو تلاش کر رہے ہیں جونہی آپ کی نظر حضرت علی علیہ السلام پر پڑی فوراً ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور انہیں اتنا بلند کیا کہ دونوں کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور سب لوگوں نے انہیں دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ تو اسلام کا وہی سپہ سالار ہے کہ جس نے کبھی شکست کا منہ نہیں دیکھا۔

اس موقع پر پیغمبرؐ کی آواز زیادہ نمایاں اور بلند ہو گئی اور آپ نے ارشاد فرمایا:

"أیُها النّاس مَنْ أولیٰ النّاس بالمؤمنینَ منْ أنفسِهم."

اے لوگو! بتاؤ وہ کون ہے جو تمام لوگوں کی نسبت مومنین پر خود ان سے زیادہ اولویت رکھتا ہے؟ اس پر سب حاضرین نے بہ یک آواز جواب دیا کہ خدا اور اس کا پیغمبر بہتر جانتے ہیں۔

تو پیغمبر نے فرمایا: خدا میرا مولا اور رہبر ہے اور میں مومنین کا مولا اور رہبر ہوں اور میں ان کی نسبت خود ان سے زیادہ حق رکھتا ہوں (اور میرا ارادہ ان کے ارادے پر مقدم ہے)۔

اس کے بعد فرمایا:

فمَن کُنتُ مَولاهُ فهذا علِيَ مَولاه".

''یعنی جس کا میں مولا ہوں علی (ع) بھی اس کے مولا اور رہبر ہیں''۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جملے کی تین مرتبہ تکرار کی، اور بعض راویوں کے قول کے مطابق پیغمبر نے یہ جملہ چار مرتبہ دہرایا اور اس کے بعد آسمان کی طرف سر بلند کر کے بارگاہ خداوندی میں عرض کی:

اللّهُمَّ وَال مَنْ وَالاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَأحب مَنْ أحبہُ وَ ابغِضْ مَنْ أبغضہُ وَ انصُرْمَنْ نصَرَهُ وَاخذُلْ مَنْ خذلہُ، وَأدر الحَقَ مَعَہُ حَیْثُ دَارَ

یعنی بار الہا! جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ، جو اس سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو اس سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ، جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر، جو اس کی مدد سے کنارہ کشی کرے تو اسے اپنی مدد سے محروم رکھ اور حق کو ادھر موڑ دے جدھر وہ رخ کرے۔

اس کے بعد فرمایا:

ألا فلیُبَلّغ الشّاهدُ الغائبُ

''تمام حاضرین آگاہ ہو جائیں کہ یہ سب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں پر اس وقت موجود نہیں ہیں''۔

پیغمبرؐ کا خطبہ ختم ہو گیا پیغمبر پسینے میں شرابور تھے حضرت علی علیہ السلام بھی پسینہ میں غرق تھے، دوسرے تمام حاضرین کے بھی سر سے پاؤں تک پسینہ بہہ رہا تھا۔

ابھی اس جمعیت کی صفیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئی تھیں کہ جبرئیل امین وحی لے کر نازل ہوئے اور پیغمبر کو ان الفاظ میں تکمیل دین کی بشارت دی:

الیَوْمَ أکْمَلتُ لکُمْ دِینکُمْ وَأتمَمتُ علَیکُمْ نِعمَتِی (3)

''آج کے دن ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین اور آئین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا''۔

اتمام نعمت کا پیغام سن کر پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا:

اللهُ أکبرُ اللهُ أکبرُ علیٰ إکمَالِ الدِّین وَإتمَام النِعْمَةِ وَرَضیٰ الربِّ برسَالتِي وَالولایَة لِعَلِيّ مِنْ بَعْدِي

''ہر طرح کی بزرگی و بڑائی خدا ہی کے لئے ہے کہ جس نے اپنے دین کو کامل فرمایا اور اپنی نعمت کو ہم پر تمام کیا اور میری نبوت و رسالت اور میرے بعد علی (ع) کی ولایت کے لئے خوش ہوا۔''

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی ولایت کا اعلان سن کر حاضرین میں مبارک باد کا شور بلند ہوا لوگ بڑھ چڑھ کر اس اعزاز و منصب پر حضرت علی (ع) کو اپنی طرف سے مبارک باد پیش کرنے لگے چنانچہ معروف شخصیتوں میں سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی طرف سے مبارک باد کے یہ الفاظ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ھیں کہ انھوں نے کہا:

بخ بخ لک یا بن أبي طالب أصبحتَ وَأمسیتَ مولايِ و مولاکُلّ مؤمن و مؤمنةٍ

''مبارک ہو! مبارک! اے فرزند ابو طالب (ع) کہ آپ میرے اور تمام صاحبان ایمان مردوں اور عورتوں کے مولا اور رہبر ہو گئے''۔

اس وقت ابن عباس نے کہا: بخدا یہ عہد و پیمان سب کی گردنوں میں باقی رہے گا۔

اس موقع پر مشہور شاعر حسان بن ثابت نے پیغمبر اکرم (ص) سے اجازت طلب کی کہ اس موقع کی مناسبت سے کچھ شعر کہوں، چنانچہ انہوں نے یہ مشہور و معروف اشعار پڑھے:

یَنادِیْهِمْ یَومَ الغدِیرِ نَبیُّهُمْ
بخُمٍّ وَأسْمِعْ بالرَّسُولِ مُنَادِیاً
فَقالَ فمَنْ مَولاکُمْ وَنَبیُّکُمْ؟
فَقالُوا وَلَمْ یَبْدُو هُناکَ التَّعامِیا
إلٰهکَ مَولانا وَأنتَ نَبیُّنَاً
فَقالَ لہُ قُمْ یَا علِيّ فَإنَّنِی
رَضِیْتُکَ مِنْ بَعْدِي إمَاماً وَ هَادیاً
فَمَنْ کُنْتُ مَولاهُ فَهَذا وَلِیُّہُ
فکُونُوا لہُ اَتْبَاعَ صِدْقٍ مَوَالِیاً
هَنَاکَ دَعَا اللّهُمَّ وَالِ وَلِیَّہُ
وَکُنْ لِلّذِي لہُ أتْبَاعَ عَلِیّا مُعَادِیاً (4)

یعنی: ''پیغمبر اکرم (ص) روز غدیر خم یہ اعلان کر رہے تھے اور واقعاً کس قدر عظیم اعلان تھا۔

فرمایا: تمہارا مولا اور نبی کون ہے؟ تو مسلمانوں نے صاف صاف کہا:

''خداوند عالم ہمارا مولا ہے اور ہمارے نبی ہیں، ہم آپ کی ولایت کے حکم کی مخالفت نہیں کریں گے۔

اس وقت پیغمبر اکرم (ص) نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علی اٹھو، کیونکہ میں نے تم کو اپنے بعد امام اور ہادی مقرر کیا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: جس کا میں مولا و آقا ہوں اس کے یہ علی مولا اور رہبر ہیں، لہٰذا تم سچے دل سے اس کی اطاعت و پیروی کرنا۔

اس وقت پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: پالنے والے! اس کے دوست کو دوست رکھ! اور اس کے دشمن کو دشمن۔

قارئین کرام! یہ تھا اہل سنت اور شیعہ علما کی کتابوں میں بیان ہونے والی مشہور و معروف حدیث غدیر کا خلاصہ۔

جاری صفحہ 6 پر

آیہ بلغ کے سلسلہ میں ایک نئی تحقیق

اگر ہم مذکورہ آیت کی شان نزول کے بارے میں بیان ہونے والی احادیث اور واقعہ غدیر سے متعلق تمام روایات سے قطع نظر کریں اور صرف اور صرف خود آیہ بلغ اور اس کے بعد والی آیتوں پر غور کریں تو ان آیات سے امامت اور پیغمبر اکرم (ص) کی خلافت کا مسئلہ واضح وروشن ہوجائے گا۔

کیونکہ مذکورہ آیت میں بیان ہونے والے مختلف الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کی تین اہم خصوصیت ہیں:

ا۔ اسلامی نقطہ نظر سے اس مسئلہ کی ایک خاص اہمیت ہے، کیونکہ پیغمبر اکرم (ص) کو حکم دیا گیا ہے کہ اس پیغام کو پہنچادو، اور اگر اس کام کو انجام نہ دیا تو گویا اپنے پروردگار کی رسالت کو نہیں پہنچایا! دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ ولایت کا مسئلہ نبوت کی طرح تھا، کہ اگر اس کو انجام نہ دیا تو پیغمبر اکرم کی رسالت ناتمام رہ جاتی ہے وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ

واضح رہے کہ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ خدا کا کوئی معمولی حکم تھا، اور اگر خدا کے کسی حکم کو نہ پہنچایا جائے تو رسالت خطرہ میں پڑجاتی ہے، کیونکہ یہ بات بالکل واضح ہے اور اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، حالانکہ آیت کا ظاہر یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے جو رسالت ونبوت سے خاص ربط رکھتا ہے۔

۲۔ یہ مسئلہ اسلامی تعلیمات جیسے نماز، روزہ، حج، جہاد اور زکوٰۃ وغیرہ سے متعلق نہیں تھا کیونکہ یہ آیت سورہ مائدہ کی ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ یہ سورہ پیغمبر اکرم (ص) پر سب سے آخر میں نازل ہوا ہے، (یا آخری سوروں میں سے ہے) یعنی پیغمبر اکرم (ص) کی عمر بابرکت کے آخری دنوں میں یہ سورہ نازل ہوا ہے جس وقت اسلام کے تمام اہم ارکان بیان ہوچکے تھے۔[5]

۳۔ آیت کے الفاظ اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ ایک ایسا عظیم تھا جس کے مقابلہ میں بعض لوگ سخت قدم اٹھانے والے تھے، یہاں تک کہ پیغمبر اکرم (ص) کی جان کو بھی خطرہ تھا، اسی وجہ سے خداوند عالم نے اپنی خاص حمایت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: > وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ < ''اور خداوند عالم تم کو لوگوں کے (احتمالی) خطرے سے محفوظ رکھے گا''۔

آیت کے آخر میں اس بات کی تاکید کی گئی ہے: ''خداوند عالم کافروں کی ہدایت نہیں فرماتا لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِینَ

آیت کا یہ حصہ خود اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ بعض مخالف آنحضرت (ص) کے خلاف کوئی منفی قدم اٹھانے والے تھے۔

ہماری مذکورہ باتوں سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اس آیت کا مقصد پیغمبر اکرم (ص) کی جانشینی اور خلافت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

جی ہاں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری عمر میں صرف یہی چیز مورد بحث واقع ہوسکتی ہے نہ کہ اسلام کے دوسرے ارکان، کیونکہ دوسرے ارکان تو اس وقت تک بیان ہوچکے تھے، صرف یہی مسئلہ رسالت کے ہم وزن ہوسکتا ہے، اور اسی مسئلہ پر بہت سی مخالفت ہوسکتی تھی اور اسی خلافت کے مسئلہ میں پیغمبر اکرم (ص) کی جان کو خطرہ ہوسکتا تھا۔

اگر مذکورہ آیت کے لئے ولایت، امامت اور خلافت کے علاوہ کوئی دوسری تفسیر کی جائے تو وہ آیت سے ہم آہنگ نہ ہوگی۔

آپ حضرات ان تمام مفسرین کی باتوں کو دیکھیں جنہوں نے اس مسئلہ کو چھوڑ کر دوسری تاویلیں کی ہیں، ان کی تفسیر آیت سے بیگانہ دکھائی دیتی ہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ آیت کی تفسیر نہیں کرپائے ہیں۔

توضیحات

ا۔ حدیث غدیر میں مولی کے معنی

جیسا کہ معلوم ہوچکا ہے کہ حدیث غدیر ''فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ'' تمام شیعہ اور سنی کتابوں میں نقل ہوئی ہے: اس سے بہت سے حقائق روشن ہوجاتے ہیں۔

اگرچہ بہت سے اھل سنت مولفین نے یہ بات باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ''مولی'' کے معنی ''ناصر یا دوست'' کے ہیں، کیونکہ مولی کے مشہور معنی میں سے یہ بھی ہیں، ہم بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ ''مولیٰ'' کے معنی دوست اور ناصر ومددگار کے ہیں، لیکن یہاں پر بہت سے قرائن وشواہد ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے مذکورہ حدیث میں ''مولیٰ'' کے معنی ''ولی، سرپرست اور رہبر'' کے ہیں، ہم یہاں پر ان قرائن وشواہد کو مختصر طور پر بیان کرتے ہیں:

ا۔ حضرت علی علیہ السلام سے تمام مومنین کی دوستی کوئی مخفی اور پیچیدہ چیز نہ تھی کہ جس کے لئے اس قدر تاکید اور بیان کی ضرورت ہوتی، اور اس بات کی کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس بے آب وگیاہ اور جلتے ہوئے بیابان میں اس عظیم قافلہ کو دوپہر کی دھوپ میں روک کر ایک طویل ومفصل خطبہ دیا جائے اور سب لوگوں سے اس دوستی کا اقرار لیا جائے۔

قرآن مجید نے پہلے ہی وضاحت کے ساتھ یہ اعلان فردیا ہے: > اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَۃ <[6] ''مومنین آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں''

ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: > وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُہُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْض <[7] ''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے ولی اور مددگار ہیں''۔

خلاصہ یہ کہ اسلامی اخوت اور مسلمانوں کی ایک دوسرے سے دوستی اسلام کے سب سے واضح مسائل میں سے ہے جو پیغمبر اکرم (ص) کے زمانہ سے چلی آرہی ہے، اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو بارہا بیان فرمایا اور اس سلسلہ میں تاکید فرمائی ہے، اور یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا جس سے آیت کا لب ولہجہ اس قدر شدید ہوجاتا، اور پیغمبر اکرم (ص) اس راز کے فاش ہونے سے کوئی خطرہ محسوس کرتے۔ (غور کیجئے)

۲۔ ''اَلَسْتُ اَوْلیٰ بِکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ'' (کیا میں تم لوگوں پر تمہارے نفسوں سے زیادہ اولی اور سزاوار نہیں ہوں؟) حدیث کا یہ جملہ بہت سی کتابوں میں بیان ہوا ہے جو ایک عام دوستی کو بیان کرنے کے لئے بے معنی ہے، بلکہ اس جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح مجھے تم پر اولویت واختیار حاصل ہے اور جس طرح میں تمہارا رہبر اور سرپرست ہوں بالکل اس طرح علی علیہ السلام کے لئے بھی ثابت ہے، اور ہمارے عرض کئے ہوئے اس جملے کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی انصاف اور حقیقت سے دور ہیں، خصوصاً ''من انفسکم'' کے پیش نظر یعنی میں تمہاری نسبت تم سے اولیٰ ہوں۔

۳۔ اس تاریخی واقعہ پر تمام لوگوں کی طرف سے خصوصاً حضرت ''عمر'' اور حضرت ''ابوبکر'' کا امام علی علیہ السلام کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنا اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ یہ مسئلہ صرف خلافت وجانشینی کا مسئلہ تھا، جس کی وجہ سے تبریک و تہنیت پیش کی جارہی تھی، کیونکہ حضرت علی علیہ السلام سے دوستی کا مسئلہ تو سب کو معلوم تھا اس کے لئے تبریک کی کیا ضرورت تھی؟!!

مسند احمد میں بیان ہوا ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کے اعلان کے بعد حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو ان الفاظ میں مبارک باد دی:

''ھنیئاً یا بن ابی طالب اصبحتَ وَ اَمسیتَ مولی کلّ مومن ومومنۃ''[8]

''مبارک ھو مبارک! اے ابوطالب کے بیٹے! آج سے تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا بن گئے''۔

علامہ فخر الدین رازی نے > یَا اَیُّہَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ < کے ذیل میں تحریر کیا ہے کہ حضرت عمر نے کہا: ''ھنیئاً یا بن ابی طالب اصبحتَ وَ اَمسیتَ مولی کلّ مومن ومومنۃ'' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو خود حضرت عمر اپنا اور ہر مومن ومومنہ کا مولا سمجھتے تھے۔

تاریخ بغداد میں روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''بَخٍ بَخٍ لک یا بن ابی طالب اصبحتَ وَ اَمسیتَ مولا ومولا کلّ مسلم''[9] ''اے ابوطالب کے بیٹے مبارک ہو مبارک! آپ آج سے میرے اور ہر مسلمان کے مولا ہو گئے''۔

فیض القدیر اور صواعق محرقہ دونوں کتابوں میں نقل ہوا ہے کہ جناب ابوبکر اور جناب عمر دونوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا: ''وَ اَمسیتَ یا بن ابی طالب مولی کلّ مومن ومومنۃ''

یہ بات واضح ہے کہ ایک عام دوستی تو سبھی مومنین کے درمیان پائی جاتی تھی، تو پھر اتنا اہتمام کیسا؟! لہٰذا معلوم یہ ہوا کہ یہ اس وقت صحیح ہے جب مولی کے معنی صرف اور صرف حاکم اور خلیفہ ہوں۔

۴۔ حسان بن ثابت کے مذکورہ اشعار بھی اس بات پر بہترین گواہ ہیں کہ جن میں بلند مضامین اور واضح الفاظ میں خلافت کے مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے، جن کی بنا پر مسئلہ کافی واضح ہے (آپ حضرات ان اشعار کو ایک مرتبہ پھر پڑھ کر دیکھیں)

۲۔ قرآن کی آیات واقعہ غدیر کی تائید کرتی ہیں

بہت سے مفسرین اور راویوں نے سورہ معارج کی ابتدائی چند آیات: > سَاَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۔ لِلْکَافِرینَ لَیْسَ لَہُ دَافِعٌ ۔ مِنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ < (ایک سائل نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا جس کا کافروں کے حق میں کوئی دفع کرنے والا نہیں ہے، یہ بلندیوں والے خدا کی طرف سے ہے،) کی شان نزول کو بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

''پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو غدیر خم میں خلافت پر منصوب کیا، اور ان کے بارے میں فرمایا: ''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَہٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ''۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ خبر عام ہوگئی، نعمان بن حارث فہری[10] (جو کہ منافقوں میں سے تھا) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرتا ہے: آپ نے ہمیں حکم دیا کہ خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیں ہم نے گواہی دی، لیکن آپ اس پر بھی راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے (حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے کہا) اس جوان کو اپنی جانشینی پر منصوب کردیا اور کہا: ''مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَہٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ''۔ کیا یہ کام اپنی طرف سے کیا ہے یا خدا کی طرف سے؟ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، یہ کام میں نے خدا کی طرف سے انجام دیا ہے''۔

نعمان بن حارث نے اپنا منہ پھیر لیا اور کہا: خداوندا! اگر یہ کام حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا۔

اچانک آسمان سے ایک پتھر آیا اور اس کے سر پر لگا، جس سے وہ وہیں ہلاک ہوگیا، اس موقع پر آیہ > سَاَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ < نازل ہوئی۔

(قارئین کرام!) مذکورہ روایت کی طرح مجمع البیان میں بھی یہ روایت ابو القاسم حسکانی سے نقل ہوئی ہے[11]، اور اسی مضمون کی روایت بہت سے اہل سنت مفسرین اور راویان حدیث نے مختصر سے اختلاف کے ساتھ نقل کی ہے، منجملہ: قرطبی نے اپنی مشہور تفسیر میں[12] آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں[13]، اور ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں۔[14]

علامہ امینی علیہ الرحمہ نے کتاب الغدیر میں تیس علما اہل سنت سے (معہ منابع) اس روایت کو نقل کیا ہے، جن میں سے: سیرۃ حلبی، فرائد السمطین حموینی، درر السمطین شیخ محمد زرندی، السراج المنیر شمس الدین شافعی، شرح جامع الصغیر سیوطی، تفسیر غریب القرآن حافظ ابوعبید ھروی، اور تفسیر شفاء الصدور ابوبکر نقاش موصلی، وغیرہ بھی ھیں۔[15]

---

[1] سورہ مائدہ، آیت ٦٧۔

[2] پیغمبر کے ساتھیوں کی تعداد بعض کے نزدیک ٩٠ ہزار اور بعض کے نزدیک ایک لاکھ بارہ ہزار اور بعض کے نزدیک ایک لاکھ بیس ہزار اور بعض کے نزدیک ایک لاکھ چوبیس ہزار ھے۔

[3] سورہ مائدہ، آیت ٣۔

[4] ان اشعار کو اھل سنت کے بڑے بڑے علمانے نقل کیا ھے، جن میں سے حافظ ''ابونعیم اصفھانی، حافظ ''ابوسعید سجستانی''، ''خوارزمی مالکی''، حافظ ''ابوعبداللہ مرزبانی''، ''گنجی شافعی''، ''جلال الدین سیوطی''، سبط بن جوزی'' اور ''صدر الدین حموی'' کا نام لیا جاسکتا ہے۔

[5] فخر رازی اس آیت کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں: بہت سے علما (محدثین اور مورخین) نے لکھا ھے کہ اس آیت کے نازل ھونے کے بعد پیغمبر اکرم (ص) صرف ٨١ دن یا ٨٢ دن زندہ رہے، (تفسیر کبیر، جلد ١١، صفحہ ٩٣١)، تفسیر المنار اور بعض دیگر کتابوں میں یہ بھی تحریر ھے کہ پورا سورہ مائدہ حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ھوا ھے، (المنار، جلد ٦ صفحہ ١١٦) البتہ بعض مولفین نے مذکورہ دنوں کی تعداد کم لکھی ہے۔

[6] سورہ حجرات، آیت ١٠۔

[7] سورہ توبہ، آیت ٧١۔

[8] مسند احمد، جلد ٤، صفحہ ٢٨١، (فضائل الخمسہ، جلد اول، صفحہ ٤٣٢ کی نقل کے مطابق)

[9] تاریخ بغداد، جلد ٧، صفحہ ٢٩٠۔

[10] بعض روایات میں ''حارث بن نعمان'' اور بعض روایات میں ''نضر بن حارث'' آیا ہے۔

[11] مجمع البیان، جلد ٩ و ١٠، صفحہ ٣٥٢۔

[12] تفسیر قرطبی، جلد ١٠، صفحہ ٦٧٥٧۔

[13] تفسیر آلوسی، جلد ٢٩، صفحہ ٥٢۔

[14] نور الابصار شبلنجی، صفحہ ٧١ کے نقل کے مطابق۔

[15] تفسیر پیام قرآن، جلد ٩، صفحہ ١٨١۔

Acknowledgement of Authority

Then the Messenger of Allah continued:

"Do I not have more right over the believers than what they have over themselves?"

People cried and answered:

"Yes, O' Messenger of God."

Text (nass) of the Designation

Then followed the key sentence denoting the clear designation of 'Ali as the leader of the Muslim ummah. The Prophet [s] held up the hand of 'Ali and said:

"For whoever I am his Leader (mawla), 'Ali is his Leader (mawla)."

[In some narrations the word used was wali rather than mawla - with the same implication]

The Prophet [s] continued:

"O' God, love those who love him, and be hostile to those who are hostile to him."

These were the key parts of the speech of the Prophet [s]. There are also more detailed versions of this sermon which are recorded by many Sunni authorities.

Revelation of Qur'anic Verse 5:3

Immediately after the Prophet [s] finished his speech, the following verse of the Qur'an was revealed:

"Today I have perfected your religion and completed my favour upon you, and I was satisfied that Islam be your religion." (Qur'an 5:3)

The above verse clearly indicates that Islam without clearing up matter of leadership after Prophet [s] was not complete, and completion of religion was due to announcement of the Prophet's immediate successor.

Hassan b. Thabit's poetry

Immediately after the Prophet's speech, Hassan b. Thabit, the Companion and poet of the Messenger of Allah [s], asked for his permission to compose a few verses of poetry about Imam 'Ali [a] for the audience. The Prophet [s] said: "Say with the blessings of Allah". Hassan stood up and said: "O' people of Quraysh. I follow with my words what preceded and witnessed by the Messenger of Allah [s]. He then composed the following verses at the scene:

He calls them, (on) the day of Ghadir, their Prophet
In Khumm so hear (and heed) the Messenger's call,
He said: "Who is your guide and leader? (mawlakum wa waliyyukum)"
They said, and there was no apparent blindness (clearly):
"Your God, our guide, and you are our leader
And you won't find from among us, in this, any disobedient,"
He said to him: "Stand up O' Ali, for I am pleased to announce you Imam and guide after me (min ba'di imam(an) wa hadiy(an)),
So whomever I was his leader (mawla), then this is his leader (mawla)
So be to him supporters in truth and followers,"
There he prayed: "Allah! Be a friend and guide to his follower
And be, to the one who is Ali's enemy, an enemy"

Oath of Allegiance

After his speech, the Messenger of Allah [s] asked everybody to give the oath of allegiance to 'Ali [a] and congratulate him. Among those who did so was 'Umar b. al-Khattab, who said:

"Well done Ibn Abi Talib! Today you became the Leader (mawla) of all believing men and women."

Number of Companions in Ghadir Khumm

Allah ordered His Prophet [s] to inform the people of this designation at a time of crowded populous so that all could become the narrators of the tradition, while they exceeded a hundred thousand. Narrated by Zayd b. Arqam: Abu al-Tufayl said: "I heard it from the Messenger of Allah [s], and there was no one (there) except that he saw him with his eyes and heard him with his ears."

Revelation of Qur'anic Verse 70:1-3

Some Sunni commentators further report that the first three verses of the chapter of al-Ma'arij (70:1-3) were revealed when a dispute arose after the Prophet [s] reached Madinah. It is recorded that:

On the day of Ghadir the Messenger of Allah summoned the people toward 'Ali and said: "Ali is the mawla of whom I am mawla." The news spread quickly all over urban and rural areas. When Harith Ibn Nu'man al-Fahri (or Nadhr Ibn Harith according to another tradition) came to know of it, he rode his camel and came to Madinah and went to the Messenger of Allah [s] and said to him: "You commanded us to testify that there is no deity but Allah and that you are the Messenger of Allah. We obeyed you. You ordered us to perform the prayers five times a day and we obeyed. You ordered us to observe fasts during the month of Ramadhan and we obeyed. Then you commanded us to offer pilgrimage to Makkah and we obeyed. But you are not satisfied with all this and you raised your cousin by your hand and imposed him upon us as our master by saying `Ali is the mawla of whom I am mawla.' Is this imposition from Allah or from you?"

The Prophet [s] said : "By Allah who is the only deity! This is from Allah, the Mighty and the Glorious."

On hearing this Harith turned back and proceeded towards his she-camel saying: "O Allah! If what Muhammad said is correct then fling on us a stone from the sky and subject us to severe pain and torture." He had not reached his she-camel when Allah, who is above all defects, flung at him a stone which struck him on his head, penetrated his body and passed out through his lower body and left him dead. It was on this occasion that Allah, the exalted, caused to descend the following verses:

"A questioner questioned about the punishment to fall. For the disbelievers there is nothing to avert it, from Allah the Lord of the Ascent." (70:1-3)

(Courtesy:al-islam.org)
www.wilayattimes.com

Seminary students from 60 countries attended 3 Days Ghadir Conference at Yazd Iran

Unity and Tolerance is a Key to success of Muslim World:Ayatollah Arafi

WASEEM RAZA

Qom:To enrich and increase the knowledge about importance of Ghadir and Imamate in Islam, Institute for Language and Islamic Studies Qom and Isfahan of Al Mustafa International University organized a 3 days Ghadir conference and workshop at Yazd Iran in which 180 seminary students from 60 countries attended the honored occasion.

The aim of organizing a workshop "Ghadir in the light of Sunni Traditions" to familiarize the foreign seminary students with the event of Ghadir through verses of Quran and credible Sunni sources.

While welcoming the seminary students and scholars at Ayatollah Haeri University Meybod in Yazd, Head of the Al Mustafa (S) International University & Iranian Islamic Seminary and Friday Leader of Qom Ayatollah Alireza Arafi said that Al-Mustafa`s seminary`s education system is capable of promoting deep religious interaction with other religions to in order to reach the peace and Unity for the betterment of humanity.

His Eminence further said that secular, liberal and plural ideologies are completely false and misleading the people from awakening. Imperialistic powers looting resources in many countries due to pro zionist policies of many muslim goverments and deep slumber of nations.

Stressed upon proximity and tolerance among different schools of thoughts in Islam, His Eminence said that unity is a key to success and solution of all problems facing in Muslim World is hidden in the message of Ghadir and Imamate.

Moreover special classes were organized by Madrasa Al Mehdi and Madrasa Isfahan at Meybod University to increase the the knowledge of seminary students and flourish them with truth.

Foreign students met with representative of Supreme leader for Yazd Ayatollah Nasiri and Ayatollah Imami Masjidi.They also visited the religious-historical and natural sites of Yazd Iran where they enjoyed the services and programs of Management.Among those who speak over 3 days conference and led the group of Seminary Students were Director Al Mehdi Hojatul Islam Wal Muslimeen Haaj Aqai Kargar, Director Madrasa Isfahan Haaj Aqai Maleki, Deputy Director of Ethical Training Department Haaj Aqai Dr.Sanjari, Haaj Aqai Mullah Ahmadi, Haaj Aqai Fardi, Haaj Aqai Behashti, Aqai Hishmati, Aqai Qambari, Aqai Azizi, Aqai Amini etc general staff of Madrasa Qom and Isfahan.

Srinagar
Weekly
WILAYAT TIMES

دل میں ہے مجھ بے عمل کے
داغِ عشق اہل بیتؑ
ڈھونڈتا پھرتا ہے دامن ظلِ
حیدرؑ کے لئے

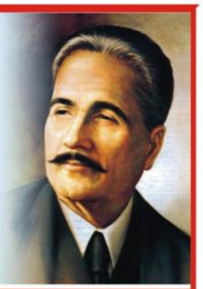

www.wilayattimes.com

Vol:02 | Issue:41 | Pages:08 | 19th Sep to 25th September 2016 | Rs.5/-

Ghadir

Spring & Point of Truth

"It seems the time approached when I shall be called away (by Allah) and I shall answer that call. I am leaving for you two precious things and if you adhere to them both, you will never go astray after me. They are the Book of Allah and my Progeny, that is my Ahlul Bayt. The two shall never separate from each other until they come to me by the Pool (of Paradise)."

Last Sermon of Holy Prophet (S)

The following is a description of the historic event of Ghadir Khumm. many Sunni sources record the sentence uttered by the Prophet [s] to appoint Imam 'Ali [a] - man kuntu mawlahu fa 'Aliyyun mawlahu

The Farewell Pilgrimage

Ten years after the migration (hijrah), the Messenger of Allah [peace and blessings be upon him and his Progeny] ordered to his close followers to call all the people in different places to join him in his last pilgrimage. On this pilgrimage he taught them how to perform the pilgrimage in a correct and unified form.

This was first time that the Muslims with this magnitude gathered in one place in the presence of their leader, the Messenger of Allah [s]. On his way to Makkah, more than seventy thousand people followed Prophet [s]. On the fourth day of Dhu'l-Hijjah more than one hundred thousand Muslims had entered Makkah.

Date

The date of this event was the 18th of Dhu'l-Hijjah of the year 10 AH (10 March 632 CE).

Location

After completing his last pilgrimage (Hajjatul-Wada'), Prophet [s] was leaving Makkah toward Madinah, where he and the crowd of people reached a place called Ghadir Khumm (which is close to today's al-Juhfah). It was a place where people from different provinces used to greet each other before taking different routes for their homes.

Revelation of Qur'anic Verse 5:67

In this place, the following verse of the Qur'an was revealed:

"O Apostle! Deliver what has been sent down to you from your Lord; and if you don't do it, you have not delivered His message (at all); and Allah will protect you from the people ..." (Qur'an 5:67)

The last sentence in the above verse indicates that the Prophet [s] was mindful of the reaction of his people in delivering that message but Allah informs him not to worry, for He will protect His Messenger from people.

The Sermon

Upon receiving the verse, the Prophet [s] stopped on that place (the pond of Khumm) which was extremely hot. Then he sent for all people who have been ahead in the way, to come back and waited until all pilgrims who fell behind, arrived and gathered. He ordered Salman [r] to use rocks and camel toolings to make a pulpit (minbar) so he could make his announcement. It was around noon time in the first of the Fall, and due to the extreme heat in that valley, people were wrapping their robes around their feet and legs, and were sitting around the pulpit, on the hot rocks.

On this day the Messenger of Allah [s] spent approximately five hours in this place; three hours of which he was on the pulpit. He recited nearly one hundred verses from The Glorious Quran, and for seventy three times reminded and warned people of their deeds and future. Then he gave them a long speech.

The following is a part of his speech which has been widely narrated by the Sunni traditionists:

Tradition of the Two Weighty Things (thaqalayn)

The Messenger of Allah [s] declared:

"It seems the time approached when I shall be called away (by Allah) and I shall answer that call. I am leaving for you two precious things and if you adhere to them both, you will never go astray after me. They are the Book of Allah and my Progeny, that is my Ahlul Bayt. The two shall never separate from each other until they come to me by the Pool (of Paradise).

Contd.t Page 7